بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۳۲ | ۸ ماہ امان ۱۳۲۳ ہش | ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ | ۸ مارچ ۱۹۴۴ء | نمبر ۵۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

قادیان ۷۔امان۔ آج رات کے گیارہ بجے کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کے متعلق طبی طور پر تو اسوقت یہی کہا جائے گا۔ کہ اچھی ہے۔ لیکن لگا تار سفر اور حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ مرحومہ مغفورہ کی تیمار داری کی کوفت، پھر اُن کے انتقال کا صدمہ اثر انداز ہے۔ احباب جماعت حضور کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سر درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ دعا صحت کی جائے۔

افسوس کہ بابا کریم بخش صاحب ٹھیکیدار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ فوت ہو گئے مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ بلندی درجات کے لئے دعا کی جائے۔

روزنامہ الفضل قادیان ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ

حضرت سیدہ اُمّ طاہر احمدؓ صاحبہ کی نہایت ہی رقت انگیز تجہیز و تدفین

قادیان ۷ مارچ۔ حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کی مبارک اور مطہر روح تو کل ہی بارگاہِ الٰہی میں پہنچ چکی تھی۔ آج ان کا جسم بھی خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدہ مرحومہ مغفورہ کو وفات کے بعد غسل لاہور میں ہی دے دیا گیا تھا۔ اور جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی کوٹھی کے زنانہ صحن میں روانگی سے قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے لاہور کی جماعت کے ساتھ نماز جنازہ بھی پڑھائی۔ قادیان پہنچکر رات کو احتیاطاً مرحومہ مغفورہ کی چارپائی کے نیچے اور ساتھ برف رکھ دی گئی۔ اور رات کو مستورات کے ذریعہ پہرہ کا بھی انتظام کرا دیا گیا۔ دن چڑھتے ہی مستورات زیارت کے لئے آنی شروع ہو گئیں۔ اور دس بجے سے لیکر تین بجے بعد دوپہر تک نہ صرف قادیان کی اور بیرونجات سے آئی ہوئی خواتین بلکہ ارد گرد کے دُور دُور کے دیہات تک کی خواتین نے بھی جن کی تعداد کئی ہزار تک پہنچی تھی۔ لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام نہایت ہی اخلاص اور محبت سے اپنی محترم و بزرگ کی آخری زیارت کی۔ اس وقت تک لاہور۔ لدھیانہ۔ فیروزپور، کپورتھلہ امرتسر، سیالکوٹ۔ گورداسپور وغیرہ مقامات کے بہت سے احباب بھی جنازہ میں شرکت کے لئے پہنچ چکے تھے۔ اور مسجد مبارک کے چوک سے لیکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ تک ہزارہا افراد کا اجتماع ہو چکا تھا۔ ۵ بجے کے قریب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد نیز سیدہ مرحومہ مغفورہ کے برادران جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب و جناب میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے جنازہ اٹھایا۔ نماز جنازہ کا انتظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں جانب مغرب کیا گیا تھا۔ جہاں سیدھی صفیں باندھنے کے لئے زمین پر سفیدی سے خط کھینچ دئے گئے تھے۔ احمدیہ چوک میں جنازہ کے پہنچنے پر جماعت کے دوسرے اصحاب کو اٹھانے کا موقعہ دیا گیا۔ اور جنازہ گاہ تک ہزاروں افراد نے چارپائی کو کندھا دینے یا کم از کم دردبھری دعاؤں کے ساتھ ہاتھ لگانے کا ثواب حاصل کیا۔

صفیں کھڑی ہونے کے بعد اندازہ لگایا گیا۔ تو سات اور آٹھ ہزار کے درمیان صرف مردوں کی تعداد تھی۔ جو خواتین از خود باغ میں پہنچ گئی تھیں وہ اس کے علاوہ تھیں ان کی تعداد بھی دو ڈیڑھ ہزار سے کم نہ ہوگی۔ نماز جنازہ میں شامل ہونے والی اتنی بڑی تعداد تاریخ احمدیت میں پہلی بار دیکھی گئی۔

نماز جنازہ شروع کرنے سے قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ دوسری تکبیر کے بعد دُرود اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ چونکہ یہ آخری خدمت ہے۔ جو ایک بھائی اپنے بھائی کی یا ایک بھائی اپنی بہن کی کرتا ہے۔ سوائے قریبی تعلق والوں کے کہ وہ فوت ہونے والوں کو پھر بھی یاد رکھتے اور اُن کے لئے دعائیں کرتے ہیں اس لئے چاہیئے۔ کہ آج جو اس قسم کی دعاؤں کا خاص موقعہ ہے خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں کی جائیں۔

اس کے بعد حضور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور نماز کے بعض حصوں میں کسی قدر اونچی آواز سے جسے صرف قریب کے چند افراد سُن سکتے تھے۔ نہایت تضرع اور رقت کے ساتھ مسنون دعائیں کیں۔ جنہیں سننے والوں کی چیخیں نکل گئیں یوں بھی تمام مجمع نے نہایت خشیت اور رقت کے ساتھ مرحومہ مغفورہ کیواسطے دعائیں کیں۔

نماز جنازہ کے بعد جنازہ مقبرہ بہشتی کے اس خاص احاطہ میں لے جایا گیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار ہے۔ قبر کی جگہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے صبح ہی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو بہشتی مقبرہ میں بھجوا کر معین فرما دی تھی۔ جو سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ مغفورہ اور سیدہ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ کے مزارات کے ساتھ جانب مشرق اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریباً قدموں میں تھی۔ میت کو لحد میں اتارنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ جناب میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (جو مرحومہ مغفورہ کا اکلوتا صاحبزادہ ہے اللہ تعالیٰ اُسے دین و دنیا کی بہترین صفات سے سرفراز فرمائے آمین) اور صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب اُترے۔ اور چارپائی پر سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے صاحبزادگان نے میت کو اٹھایا۔ لحد میں رکھنے اور لحد پر اینٹیں چننے کے دوران میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نہایت ہی دردبھری آواز سے جو بعض دفعہ شدت رقت و غم کی وجہ سے بالکل مدھم ہو جاتی تھی مسنون دعائیں کرتے رہے جب لحد چنی جا چکی۔ تو حضور نے دعائیں کرتے ہوئے قبر میں تین مٹھی مٹی ڈالی۔ اور پھر دوسرے اصحاب کو مٹی ڈالنے کا موقع دیا گیا۔ اور صرف ایک ایک مٹھی ڈالنے کی ہدایت دی گئی۔ تاکہ سب کو ثواب میں شرکت حاصل کرنے کا موقع مل سکے۔ اس دوران میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر جا کر دعا فرمائی۔ جس میں سارا مجمع شریک ہوا۔ اور اسکے بعد حضور نے سیدہ مرحومہ مغفورہ کی قبر پر تمام مجمع سمیت نہایت درجہ رقت کے ساتھ کسی قدر اونچی آواز میں دعا فرمائی۔ اور اپنی محترم رفیقہ حیات کو اپنے آقا و مالک کی سپردگی میں دے دیا۔

چونکہ سورج غروب ہونے میں تھوڑا ہی وقت تھا۔ اسلئے حضور نے باغ میں اسی جگہ جہاں جنازہ پڑھا گیا تھا۔ عصر کی نماز پڑھائی۔ اسکے بعد حضور پھر مرحومہ کی قبر پر تشریف لائے اور السلام علیکم کہہ کر اور پھر اُسے دوہرا کر واپس تشریف لے آئے۔

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

نمبر ۵۶ جلد ۳۲

اس موقعہ پر یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ کفن بالکل سادہ سفید کپڑے کا تھا۔ میت پر نہ تو کسی قسم کا کوئی رنگدار کپڑا تھا اور نہ پھول وغیرہ۔ بلکہ لاہور کی بعض خواتین اپنے ساتھ کچھ پھول لائی تھیں جنہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا۔ اور حقیقۃً خدا کے حضور حاضر ہونے کے وقت سادگی اور صفائی ہی سجتی ہے۔

غرض آج سورج غروب ہونے سے قبل وہ مبارک وجود جو جماعت کے لئے نہایت نافع بیواؤں اور یتیموں کے لئے ملجا مصیبت زدوں اور ستم رسیدوں کے لئے ایک بہت بڑا ظاہری سہارا تھا۔ جس کا دربار ہر امیر غریب کے لئے مساوی طور پر کھلا تھا ہمیشہ کے لئے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ مگر صفحۂ عالم پر ایسے نقوش چھوڑ گیا۔ جو انشاء اللہ ابد الآباد تک قائم رہیں گے۔ اور خدا کے فضل و رحمت سے جماعت احمدیہ کی آئندہ نسلوں کے لئے روشنی کے نشان ثابت ہونگے۔ جماعت احمدیہ پر اور خصوصاً جماعت کی خواتین پر سیدہ مرحومہ مغفورہ کے اتنے احسانات ہیں۔ کہ کبھی ان کے شکریہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جماعت کے مرد اور عورتیں سیدہ مرحومہ کی بلندیٔ درجات کے لئے اور آپ کی اولاد کی دینی و دنیوی ترقی کے واسطے ہمیشہ درد دل کے ساتھ دعا کریں۔ اے ارحم الراحمین خدا تو مرحومہ مغفورہ کو اپنے خاص فضل و رحمت کے سایہ میں جگہ دے۔ اور انکی ان تمام نیک مرادوں کو جو وہ زندگی میں رکھتی تھیں بصورت احسن پورا فرما۔ بلکہ اس سے بھی بہت بڑھ کر۔ آمین ثم آمین

حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کی تعزیت کے متعلق جلسہ

قادیان ۶ ماہ امان۔ آج مسجد اقصےٰ میں ایک جلسہ بعد نماز مغرب حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کی المناک وفات پر اظہار جذبات کیا گیا۔

حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے فرمایا۔ آج کے دن گو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ابتلاء میں ڈالا۔ اور ایک عزیزہ محترمہ کو ہم سے جدا کر لیا۔ مگر اس میں بھی ہمارے لئے بہت سے سبق ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نمونہ سے ہمیں سکھایا ہے۔ کہ کس طرح بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیئے۔ اس کے علاج معالجہ میں کس طرح کوشش کرنی چاہیئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے علاج کے لئے قریباً ۳ ماہ لاہور میں مقیم رہے۔ بہت سا خرچ کیا۔ میں نے خود دیکھا کہ حضور کو وہاں رہنے میں بہت سی دقتیں تھیں۔ مکان تنگ تھا کھانے کا مناسب انتظام نہ تھا۔ مگر حضور نے ایسا نمونہ ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ کہ اگر ہر شخص اس کی تقلید کرے۔ تو ہماری ازدواجی زندگی بہشت کا نمونہ بن سکتی ہے۔

جناب چودھری فتح محمد صاحب ناظر اعلیٰ نے صدر انجمن احمدیہ کارکنان اور جماعت کے احباب کیطرف سے جذبات اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک مسلمان پر کتنے مصائب کیوں نہ آئیں وہ اسکی ترقی کا موجب ہوتے ہیں۔ مصیبت کافر کو کمزور مگر مومن کو مضبوط بناتی ہے۔ یہ اگرچہ رنج اور افسوس کا بھی موقعہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ایک تو انبیاء اور خلفاء کے ذریعہ ہوتا ہے۔ دوسرے مصائب پر صبر کرنے سے بھی حضرت ام طاہر احمد صاحبہ کی زندگی نہ صرف عورتوں کے لئے بلکہ مردوں کے لئے بھی قابل تقلید ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے آرام و آسائش آپ کے ارادوں کی تکمیل میں مدد و معاون بننے کا آپ کو خاص خیال رہتا۔ غرباء سے بے حد ہمدردی رکھتیں اور جو عورتیں اپنی تکالیف بیان کرنے آتیں ان کی باتوں کو توجہ سے سنتیں۔ اور حتی الوسع ان کی امداد کرتی تھیں۔

مولوی ابو العطاء صاحب نے فرمایا کہ حضرت ام طاہر احمد رضی اللہ عنہا صرف صاحبزادہ طاہر احمد کی ماں نہ تھیں۔ بلکہ بیسیوں بیواؤں اور یتامیٰ کی ماں تھیں۔ سینکڑوں غرباء کے لئے بمنزلہ ماں تھیں۔ آپ ام المساکین اور ام الایامیٰ تھیں۔ آج ان کی وفات پر ہمارے قلوب زخمی اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ ہم اس صدمہ میں اپنے امام سے کیا تعزیت کر سکتے ہیں۔ ہاں ایک صورت میرے ذہن میں آتی ہے۔ آج حضور نے جنازہ کے موقعہ پر فرمایا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے حضور اظہار اخلاص

جماعت احمدیہ ہوشیار پور کیطرف سے

سب احباب جماعت احمدیہ ہوشیار پور محبت بھرے قلوب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لاتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضور جری اللہ فی حلل الانبیاء کے عظیم الشان الہام متعلق مصلح موعود کا مصداق اپنی زندگی میں پالیا۔ اور اس مصداق کے دہن مبارک سے مصلح موعود ہونے کا اعلان بھی سن لیا۔ نیز حضور اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت مبارک میں اخلاص و محبت کے ساتھ ہدیۂ عقیدت و ارادت پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ مولا کریم حضور کو خدمت دین و احیائے اسلام کے لئے صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ ترقیات اور تقدیریں جو مصلح موعود سے وابستہ ہیں۔ حضور کے مبارک ہاتھ پر جلد از جلد پوری ہوں۔ ہوشیار پور کو برکتوں اور رحمتوں کا مرکز بنائے۔ جہاں پر وہ چلہ کشی کی گئی جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مصلح موعود کے متعلق الہام کیا۔

خاکسار:۔ سید پیر احمد احمدی ہوشیار پور

جلسہ لاہور اور یوم التبلیغ کے متعلق اعلان

چونکہ لاہور میں ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو جلسہ المصلح الموعود ہو رہا ہے۔ اس لئے جن جماعتوں کے احباب کثرت سے اس جلسہ میں شامل ہوں۔ ان کے لئے اجازت ہے۔ کہ ۱۹ مارچ ۱۹۴۴ء کو یوم التبلیغ منائیں۔ جو مبلغین جلسہ لاہور میں شامل ہونا چاہیں ان کو شمولیت کی اجازت ہے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جماعت احمدیہ گھوڑیواہ کا تبلیغی جلسہ

زیر صدارت حضرت میر محمد اسحاق صاحب ۱۶ مارچ بروز جمعرات منعقد ہوگا۔ ارد گرد کے احباب جماعت کثرت سے جلسہ میں شامل ہوں۔ نائب انچارج مقامی تبلیغ

ایک مخلص خاتون کا افسوسناک انتقال

میری محترمہ بھاوج طلعت بیگم صاحبہ اہلیہ جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ۱۳-۱۴ فروری کی درمیانی رات کو انتقال فرما گئی ہیں۔ مرحومہ عرصہ آٹھ ماہ سے بیمار تھیں۔ مرحومہ محترمہ صحابیہ اور صالحہ تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پوری احتیاط کے ساتھ پابند تھیں۔ خاندان نبوت سے ان کو بہت بڑی عقیدت تھی۔ اپنے بچوں و دیگر کئی ایک عزیز و غریب عورتوں کو ہمراہ لے کر جلسہ سالانہ پر حاضر ہوتی تھیں۔ بڑی مخیر و بامروت خاتون تھیں۔ کئی ایک غریب عورتوں و یتیم بچوں کا سہارا بنی ہوئی تھیں۔ مرحومہ احمدی نقطۂ خیال سے بہت بڑی خوبیوں کی مالک تھیں۔ سب احمدی احباب کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھا جائے اور خاص دعائے مغفرت کی جائے۔

خاکسار غلام قادر نمبردار اوکاڑہ

یوم التبلیغ برائے مسلم اصحاب ۱۲ مارچ کو ہے

احباب یاد رکھیں

کہ یہ آخری خدمت ہے جو مرنے والے کی کی جاتی ہے۔ کہ جنازہ پڑھا اور دعا کی۔ حضور نے فرمایا کہ بجز فرشتہ [illegible] رشتہ دار [illegible] لوگ بعد میں پھر دعا نہیں کرتے۔ مولوی صاحب نے کہا اگر آپ اقرار کریں۔ کہ سیدہ ام طاہر احمد

سیدہ حضرت اُم طاہر احمد صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا انتقال

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبل از وقت جماعت کو رضی برضائے الٰہی رہنے کی تلقین

کانپتے ہوئے ہاتھوں۔ دھڑکتے ہوئے دل اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ ہم یہ نہائت ہی افسوسناک اور الم انگیز خبر جماعت احمدیہ تک پہنچا چکے ہیں۔ کہ آخر خدا کی مشیت پوری ہوئی۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حرم سیدہ حضرت ام طاہر احمد صاحبہ کانت تحت ظل اللہ ابدالآباد ۵ مارچ انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہر انسان اللہ تعالیٰ کے قانون اور اس کے حکم کے ماتحت ایک ایک دن موت کا پیالہ پیتا اور اپنے عزیزوں کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے جاتا ہے۔ لیکن جہاں خدا تعالیٰ کا یہ اٹل قانون جاری ہے۔ وہاں فطرت انسانی میں اسی کا پیدا کردہ یہ جذبہ اور احساس بھی پایا جاتا ہے۔ کہ جب موت کا زبردست ہاتھ حرکت میں آتا ہے۔ اور کسی محبوب وجود کو جدا کر دیتا ہے۔ تو اس سے تعلق رکھنے والے اور اس سے فیوض حاصل کرنے والے انسانوں کے قلوب بے تاب ہو جاتے ہیں ان کے دل میں ٹیس اٹھتی ہے۔ اور آنکھوں کے رستے پانی بن کر باہر آجاتی ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ آپ کی ایک صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ کا نواسہ سخت بیمار ہے آپ تشریف لائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ نہائت ہی رحیم و کریم اور شفقت بھرا دل رکھتے تھے۔ آپ نے اس لئے جانے سے گریز فرمایا۔ کہ بچہ کی آخری حالت نہ دیکھیں۔ مگر آپ کی صاحبزادی نے زیادہ اصرار کیا۔ اور آپ تشریف لے گئے۔ بچہ اس وقت نزع کی حالت میں تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایک شخص جو پاس کھڑا تھا۔ کہنے لگا۔ یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے رحم دل بنایا ہے۔ اگر تیرا دل رحم کے جذبات سے خالی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

پس موت بے شک ایک لازمی اور یقینی چیز ہے۔ اور اس سے مفر ناممکن۔ مگر جب وہ اپنا وار کرتی ہے۔ بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ کوئی ایسا قیمتی وجود اس کا نشانہ ہو۔ جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مخلوق خدا کی خدمت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں صرف ہو۔ تو رنج و غم کی گھٹا کا چھا جانا قدرتی بات ہے۔ ایسے پاکباز انسان کے لئے موت بے شک وصال الٰہی کا دروازہ ہوتی ہے لیکن زندوں کے لئے بہت بڑے رنج اور صدمہ کا باعث ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ان فوائد اور برکات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جو انہیں پہونچ رہے ہوتے ہیں۔

حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ جو حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر تھیں۔ اور جن کا نام مریم بیگم تھا۔ ۷ فروری ۱۹۲۱ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حبالہ عقد میں آئیں۔ سیدہ مرحومہ مغفورہ کا رشتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سے کیا تھا۔ مگر جب وہ اللہ تعالیٰ کے الہامات کے مطابق وفات پا گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خواہش ظاہر فرمائی۔ کہ اس لڑکی کا رشتہ ہمارے ہی گھر میں ہو تو اچھا ہے۔ حضور کی اس خواہش کے احترام کے طور پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حرم میں داخل فرمایا۔ اور خدا کے فضل اور حضور کی تربیت سے آپ جماعت احمدیہ کے لئے اور خصوصاً طبقہ نسواں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئیں۔ دینی خدمات سرانجام دینے کے لئے خواتین کی تنظیم کرنے اور ان میں بیداری پیدا کرنے کے لئے آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اور وہ وہ خدمات سرانجام دیں۔ جن کا ذکر تاریخ سلسلہ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی زمام سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کے ہی ہاتھ میں تھی۔ اور انہی کی سرگرمی اور روح عمل کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی خواتین دینی امور میں بیش از بیش حصہ لے رہی ہیں۔ اہم دینی خدمات سرانجام دینے کے علاوہ آپ قادیان کے ہر چھوٹے بڑے امیر و غریب کی خوشی اور رنج میں بذات خود شرکت فرماتیں۔ خوشی کی تقریب میں اپنے مبارک وجود اور شیریں کلامی سے کئی گنا اضافہ فرما دیتیں۔ اور رنج کے موقعہ پر اپنے نہائت ہی ہمدردانہ اور مشفقانہ کلام سے اس کی تلخی کو دور کر دیتیں۔ آپ کا در ہر رنجیدہ اور مصیبت زدہ کے لئے ہر وقت کھلا رہتا۔ آپ کے ہاں عورتوں کا تانتا لگا رہتا۔ کسی کو ممکن امداد دینے سے کبھی دریغ نہ فرماتیں۔ ایسے نافع الناس اور قیمتی وجود کی وفات جماعت کے لئے جس قدر افسوسناک اور رنجدہ ہے الفاظ اسے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہم کہتے ہیں۔ ع

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

کئی دنوں سے حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کی حالت نہائت تشویشناک اور نازک تھی۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دن رات علاج معالجہ اور تیمارداری میں معروف تھے۔ ان حالات میں حضور نے ۳ مارچ کو جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس میں پیش آنے والے اس حادثہ کے متعلق جماعت کو راضی برضائے الٰہی رہنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنایا ہوا ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کے ساتھ جہاں تک دعاؤں کا تعلق ہے دوستانہ رنگ کا معاملہ رکھتا ہے۔ آقا کے سامنے غلام کی جرأت نہیں ہوتی۔ کہ وہ کوئی بات کرے۔ مگر خدا باوجود آقا ہونے کے اپنے بندوں کو اجازت دیتا ہے۔ کہ وہ اس سے دعائیں کریں التجائیں کریں۔ اور اپنی معروضات اس کے سامنے پیش کریں۔ لیکن خدا اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ بندہ آقا بننے کی کوشش کرے۔ یعنی وہ یہ خیال کرے۔ کہ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول کرے۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔ مگر اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جس طرح دو دوستوں کا آپس میں سلوک ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ بندے سے کہتا ہے۔ کہ لو میں نے تمہاری دعا کو سن لیا۔ اور اپنی تقدیر کو بدل دیا۔ اور کبھی وہ اپنے بندے سے کہتا ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو اسے میری خاطر چھوڑ دو۔ میں اس وقت اپنی مرضی چلانا چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا ہمیں دنیا میں نظر آتا ہے۔ کہ بسا اوقات ایک شخص ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا کے حکم کے ماتحت مردوں کو زندہ کرتا چلا جاتا ہے۔ مگر دوسری طرف ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے۔ کہ اسی کے ہاتھوں سے زندے نکل کر مر جاتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں ہمیں سارے انبیاء کے حالات میں دکھائی دیتی ہیں۔ حضرت عیسے علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ کہ وہ مُردے زندہ کیا کرتے تھے۔ اس کا کوئی مفہوم لے لو چاہے یہ لے لو۔ کہ وہ جسمانی مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ چاہے یہ لے لو کہ شدید بیمار ان کی دعا سے اچھے ہو جاتے تھے۔ چاہے یہ لے لو۔ کہ وہ روحانی مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ بہرحال جو لوگ جسمانی مردوں کو زندہ کرنے کے قائل ہیں۔

انہیں بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لاکھوں آدمی مرے ہوں گے مگر انہوں نے زندہ صرف چند کو ہی کیا۔ اسی طرح لاکھوں اُن کے زمانہ میں بیمار ہوئے ہونگے۔ مگر ان کی دعا سے چند لوگوں کو ہی دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اسی طرح اگر روحانی مردوں کا احیاء مراد لو۔ تو فلسطین میں اُنکی لاکھوں لاکھ کی قوم آباد تھی۔ مگر اس میں سے چند سو ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ باقی روحانی لحاظ سے مردے ہی رہے۔ غرض کوئی معنے لے لو۔ یہی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ خدا نے بعض معاملات میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی سنی اور بعض معاملات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنی بات منوائی۔ یہی حال ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ دعا فرمائی کہ الٰہی عمر بن الخطاب یا ابوجہل میں سے ایک کو ہدایت دیکر اسلام کو تقویت پہنچا۔ اس پر خدا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت دے دی۔ لیکن ابو طالب جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی خواہش تھی۔ کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ اور جن کے متعلق آپ نے دعائیں بھی کیں۔ وہ مسلمان نہ ہوئے۔ تو اللہ تعالےٰ کی ہر کام میں حکمتیں ہوتی ہیں۔ مومن کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ آخر دم تک دعائیں کرتا چلا جائے۔ لیکن جب خدا کی مشیّت ظاہر ہو جائے، چاہے خوشی کے رنگ میں چاہے غمی کے رنگ میں۔ تو وہ خدا پر کسی قسم کے شکوے کا اظہار نہ کرے آقا آقا ہی ہے اور وہ جس قدر دعائیں مانتا ہے۔ اُس کا احسان ہوتا ہے۔ پس مومن کو چاہیئے۔ وہ ایک طرف تو دعائیں کرتا چلا جائے اور خدا تعالےٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اور دوسری طرف جب خدا کا فیصلہ صادر ہو جائے۔ چاہے اس کی مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ تو اس کو برداشت کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا پر راضی رہے۔ حضور کے ان ارشادات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ حضور کو اللہ تعالےٰ کے حضور کیسا بلند مقام حاصل ہے کہ ایک اندوہناک صدمہ کے آنے سے پیشتر ہی جماعت کے احباب کو حضور نے تیار فرمانا شروع کر دیا۔ کہ وہ اس موقعہ پر خدا تعالیٰ کے متعلق کسی قسم کے شکوہ کا اظہار نہ کریں اور یہ خیال نہ کریں۔ کہ ان کی دعائیں کیوں قبول نہ ہوئیں۔ کیونکہ خدا آقا ہے۔ وہ کبھی بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اور کبھی بندوں سے اپنی مرضی منوانا چاہتا ہے۔

بہرحال اللہ تعالےٰ کی مشیت پوری ہوئی۔ اور سلسلہ احمدیہ کی ایک قابل فخر اور قیمتی ہستی جو احمدی خواتین کے لئے بمنزلہ روح تھیں۔ مشیت ایزدی کے ماتحت جدا ہوگئیں۔ دل صدمہ سے پُر ہے۔ آنکھیں نمناک ہیں۔ اور صدمہ کی اس چوٹ نے تو دل کے دو اور زخم بھی کھول دئے ہیں یعنی حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ کی وفات کا زخم۔ جو ۱۰ دسمبر ۱۹۲۴ء کو فوت ہوئی تھیں۔ اور حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کے انتقال کا زخم۔ جنہوں نے ۱۳ مئی ۱۹۳۳ء کو انتقال فرمایا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔

ہمارے دل دردمند اور آنکھیں اشکبار ہیں اور ہم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے الفاظ ہی اپنے رب کے حضور دوہراتے ہیں۔ کہ

"کمزور جسم بوجھ محسوس کرتا ہے۔ گوشت کا بنا ہُوا دل درد سے بھرا ہُوا ہے۔ مگر روح تیرے فعل کی حکمتوں کی قائل ہے"

ویدک دھرم عالمگیر مذہب نہیں

نیوگ اور طلاق کے متعلق ایک آریہ پروفیسر کے خیالات

عالمگیر مذہب وہی ہے جو انسانوں کی مشکلات میں ان کی صحیح رہنمائی کر سکے۔ اور انہیں وہ قانون بتائے جس پر عمل پیرا ہونے سے وہ کامیاب و کامران ہو سکیں اس اصل کے مطابق ویدک دھرم کا عالمگیر مذہب نہ ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے اس سلسلہ میں بہت سی باتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس وقت صرف ایک پہلو پر ایک آریہ مضمون نگار کے افکار پیش کئے جاتے ہیں۔ تمدنی مشکلات میں ایک بڑی مشکل بے جوڑ شادی کا مسئلہ ہے۔ شادی بہرحال انسانوں کے انتخاب سے پیدا شدہ رشتہ ہے۔ اور کئی دفعہ ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ ہر قسم کی غور و پرداخت کے باوجود مرد اور عورت کی طبیعتیں متضاد ہوتی ہیں۔ یا بعد ازاں ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ وہ تعلقاتِ زوجیت کو نبھا نہیں سکتے۔ ایسی صورت میں عالمگیر مذہب کا فرض ہے کہ انسانوں کی اس مشکل کا حل بتائے جو لوگ شادی کو محض نسل کے قیام کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ سوال اس لحاظ سے بھی باعث توجہ بن جاتا ہے۔ کہ بعض دفعہ خاوند اور بیوی میں سے ایک ناقابلِ اولاد ہوتا ہے۔ پنڈت رلا رام جی ایم اے پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج ہوشیار پور نے ۱۹۳۱ء میں "مسئلہ نیوگ اور طلاق" کے زیر عنوان اس مشکل کو آریہ سماج کے سامنے پیش کیا تھا ان کا یہ مضمون آریہ گزٹ لاہور ۲۰ جون ۱۹۳۱ء میں شائع ہُوا۔ جس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:-

(۱) "لوگ کہتے ہیں کہ اگر دھرم مشکلات کا حل پیش نہیں کر سکتا تو دھرم کو پرے پھینکو۔ ہم نیا دھرم بنا لیں گے۔ اندریں حالات اب ہمیں اس سوال پر مجموعی طور پر غور کر کے اپنی پالیسی کو مشتہر کرنا چاہیئے۔ کسی بھی رواج کے نام پر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بندگانِ خدا پر ظلم و ستم روا رکھنا گناہِ عظیم ہے"

(۲) "ہماری سوسائٹی میں اس وقت پانچ فیصدی جوڑے ایسے ہیں کہ جن میں یا تو مرد اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہے یا عورت"

(۳) "انسانی عقل یہ سمجھنے سے قاصر ہے۔ کہ کیوں ایک مرد پر ایسی عورت لاد دی جائے جو دائم المریض ہو۔ پاگل ہو۔ یا سخت بدچلن ہو۔ کیوں ایک عورت کے ماتھے پر ایسا خاوند مڑھ دیا جائے۔ جو اس کی زندگی دوزخ کا نمونہ بنا دے"

(۴) "سوامی دیانند نے جہاں آدمی کو یہ حق دیا۔ کہ وہ اپنے فطرتی عمل کو یعنی نفسانی خواہشات کو نیوگ کے ذریعے پورا کرے وہاں عورت کو بھی بعینہٖ یہی حق بخشا"

(۵) "نیوگ موجودہ زمانے کے لوگوں کو بے شک بڑا قبیح معلوم ہوتا ہے لیکن سوامی دیانند نے اُسے مرد اور عورت دونوں کے لئے مقرر کیا"

(۶) "آریہ سماج نے طوعاً و کرہاً مروجہ ہندو دھرم کی پوزیشن کو شادی شدہ لوگوں کی صورت میں اور پُنر وواہ کو ودھواؤں یا رنڈوؤں کی صورت میں قبول کر کے سوامی دیانند کی پوزیشن سے مُنہ موڑ لیا ہے۔"

(۷) "یہ کہنا کہ یہ نسخہ تو بالکل ٹھیک ہے لیکن یہ اتنا اونچا ہے۔ کہ اس زمانہ میں ہم اس پر عمل پیرا ہونے سے قاصر ہیں۔ صریحاً نسخے کی تردید کرنا ہے"

(۸) "بات صاف ہے یا تو نیوگ کو پرچلت (رائج) کرو۔ اس کے حق میں ایجی ٹیشن شروع کرو۔ اس کی حمایت میں لٹریچر پیدا کرو۔ ورنہ طلاق کی تحریک کی مخالفت چھوڑ کر اس کے حامی بنو۔ وہ نسخہ ہی کیا نسخہ ہے جو کسی مریض کو دیا ہی نہ جائیگا"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ آریہ سماج کے بانی کے ایجاد کردہ مسئلہ نیوگ کو انسانی فطرت قبول نہیں کر سکتی۔ اور یہ نسخہ تمدنی مشکل کا صحیح حل نہیں ہے۔ اسی لئے خود آریہ سماج نے عملی رنگ میں اسے کبھی ۳

۳ اختیار نہیں کیا۔ ان میں سے اکثر کے دل چاہتے ہیں۔ کہ کاش ان مشکلات کا صحیح حل ہمارے مذہب میں ہوتا اور اسلام کے مکمل مسئلے ہمارے دھرم میں ہوتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ کہ اسلام کی خوبی کو دیکھ کر بسا اوقات کافروں کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوگی۔ کہ کاش یہ باتیں ہمارے مذہب میں ہوتیں۔ اور ہم اس فائدہ کے لحاظ سے مسلمان ہوتے۔ پس معلوم ہُوا۔ کہ بے جوڑ شادیوں یا انتہائی منافرت کی صورت میں اسلام کا پیش کردہ قانون طلاق ہی اصل علاج ہے۔ ویدک دھرم کا بتایا ہوا طریق غیر فطرتی ہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ ویدک دھرم عالمگیر مذہب نہیں۔

خاکسار ابو العطاء جالندھری

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۴۴ء

جلد ۳۲ نمبر ۵۶

جاپانیوں کا تفریحی مشغلہ

ہانگ کانگ پر قبضہ کرتے ہی جاپانیوں نے جن بے پناہ مظالم کا سلسلہ شروع کیا اُس کی ایک مثال یہ ہے۔ وہ ہر صبح قریب قریب چار سو نہتے چینیوں کو شاہی پارک میں گھیر لاتے اور جاپانی افسر اپنی تلواروں سے اُن کی گردنیں اُڑا دیتے۔ اُن کے نزدیک افسروں کی مشق اور سپاہیوں کی تفریح کا یہ بہترین طریقہ تھا۔ اس طرح کی درندگی خونخواری اور ایسے انسانیت سوز مظالم جاپان میں کوئی انوکھی بات نہیں۔ ان کا روزمرہ کا یہی دستور ہے۔ ایک معمولی جاپانی بھی دوسری قوم کے مرد یا عورت پر ظلم ڈھانا عیب نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اُس کے نزدیک اور قومیں ذلیل اور کمتر ہیں۔

ہندوستان کو ایسی قوم سے کیونکر نبٹنا چاہئیے؟ اس کا صرف ایک ہی جواب ہے۔ اُن کی فوجی قوت کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ ظلم ڈھانے کی طاقت اُن میں باقی ہی نہ رہے انھیں بلا شبہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور کئے بغیر ہم اُن سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ہماری سلامتی صرف اسی میں ہے۔

ARR 578

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

دہلی ۶ مارچ۔ آج ماونٹ بیٹن کے ہیڈ کوارٹرز کے اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ برما میں دشمن کی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں۔ دونوں اطراف کے گشتی دستوں کی زبردست جھڑپیں ہو رہی ہیں۔ چن کی پہاڑیوں میں دونوں اطراف کے دستے سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اراکان کے بڑے مورچہ پر گزشتہ چوبیس گھنٹوں سے لڑائی مدھم پڑی ہے۔ دشمن کی توپوں نے بوتھیڈانگ کے مورچہ پر گولہ باری کی۔ جس کا مؤثر جواب دیا گیا۔ ہمارے ایک دستہ کی جاپانی دستے سے جھڑپ ہوئی جس میں جاپانی دستے کو سخت نقصان پہنچایا گیا۔

دہلی ۶ مارچ۔ برما میں ہوائی جہازوں نے بھامو کے شہر پر حملہ کیا۔ امریکی بھاری بم بار جہازوں نے کئی جگہ آگ لگا دی۔ دن دہاڑے بھی کئی مقامات پر حملے کئے گئے۔ شمالی برما میں ریل کے انجنوں۔ ریلوے [illegible]ں۔ کشتیوں پر حملے کئے گئے۔ اور گوداموں کو تباہ کیا گیا۔ ان ساری کارروائیوں میں ہمارے تین جہاز لاپتہ ہوئے۔

دہلی ۸ مارچ۔ آج سنٹرل اسمبلی میں بجٹ پر بحث ہوئی۔ ایک ممبر نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ فنانس ممبر کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ کہ گورنمنٹ کو کنٹرول سے کامیابی ہوئی ہے۔ کنٹرول کے احکام سے غریبوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ کیونکہ مال عام بازار سے نکل کر چور بازار میں چلا گیا ہے مسلم لیگ پارٹی کے ممبر سر ضیاء الدین نے اس بات پر زور دیا۔ کہ روپیہ کی قیمت کو قائم رکھا جائے۔ اور اسے کم نہ ہونے دیا جائے۔

لاہور ۶ مارچ۔ آج تیسرے پہر پنجاب اسمبلی میں مخالف پارٹی واک اوٹ کر گئی انہیں شکایت یہ تھی۔ کہ جو کانگرسی ممبر رہا کئے گئے ہیں۔ انہیں اسمبلی میں شامل ہونے کی کیوں اجازت نہیں دی جاتی۔

علی گڑھ ۶ مارچ۔ ہندوستان کے کمانڈر انچیف نے آج سارا دن علی گڑھ یونیورسٹی کے طالبعلموں کے ساتھ گزارا۔ اس وقت ایک ہزار سے زیادہ علی گڑھ کے اولڈ بوائز بحری۔ بری اور ہوائی فوجوں میں افسروں کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ کمانڈر انچیف کے ساتھ نواب صاحب رام پور بھی تھے۔ کمانڈر انچیف نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے مسلمانوں کی جنگی خدمات کی بہت تعریف کی۔ جو مختلف مقامات پر سرانجام دے رہے ہیں۔

لنڈن ۶ مارچ۔ کل دن بھر اتحادی ہوائی جہازوں نے ہٹلر کے حفاظتی قلعوں پر حملے کئے۔ فرانس میں کئی مقامات کو نشانہ بنایا۔ بورڈو کے ضلع میں ہوائی اڈوں پر حملے کئے گئے کل رات انگریزی بم باروں نے مغربی جرمنی پر حملے کئے۔

لنڈن ۶ مارچ۔ ۴ مارچ کو برلین پر دن دہاڑے جو حملہ کیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوگیا۔ کہ اتحادیوں کی ہوائی طاقت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور جرمنی کی ہوائی طاقت کم ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہ ان حملوں کو نہیں روک سکتا۔ جو جرمنی کے دارالسلطنت برلن پر دن دہاڑے کئے جاتے ہیں۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے۔ کہ اتحادی ۲۴ گھنٹے لگاتار جرمنی پر حملے کر سکتے ہیں۔ اور جرمنی کا کوئی ٹھکانا ان کے حملوں سے بچ نہیں سکتا۔

لنڈن ۶ مارچ۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے اٹلی میں جنگی کارروائیاں معمولی رہیں۔ انزیو کے مورچہ پر دشمن کی طاقت میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ اگلے مورچہ پر اتحادی توپوں نے دشمن کے ٹینکوں پر گولے برسائے۔ ایک ٹینک تباہ کر دیا۔ گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں دشمن کی دور مار توپوں نے انزیو کے مورچہ پر پہلے سے کم گولے برسائے۔ آٹھویں فوج کے مورچہ پر کینیڈا کی فوج نے سرگرمی دکھائی۔ اور دو گھنٹے کی لڑائی میں دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

ماسکو ۶ مارچ۔ جنوبی یوکرائن کے مورچہ سے جو خبریں آئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جرمن اوڈیسہ سے وارسا کو جانے والی ریلوے لائن کو بچانے کے لئے سخت لڑائی لڑ رہے ہیں۔ روسی فوجیں ایک سو دس میل لمبے مورچہ پر تین میل اندر گھس گئی ہیں۔ اور اب اس ریلوے لائن پر لڑائی ہو رہی ہے۔ جو اوڈیسہ کو وارسا سے ملاتی ہے۔

لنڈن ۶ مارچ۔ جرمن نیوز ایجنسی کا نامہ نگار خصوصی ٹوکیو سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ جاپانی عوام کو محسوس ہو رہا ہے کہ جاپانی شہری دیر تک ہوائی حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے حکومت جاپان جاپانی عوام کو ہوائی حملوں سے بچنے کی مشق کرا رہی ہے۔

واشنگٹن ۶ مارچ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ امریکہ اور ارجنٹائن کے سیاسی تعلقات ٹوٹ گئے ہیں۔ وزارت خارجہ امریکہ نے سفیر [illegible]